ملک ومعاشرہ کا سب سے خطرناک مرض

ظلم وسفاکی

اس اعصابی اور جذباتی دورہ کے دور کرنے کا سب سے مفید ومؤثر طریقہ مذہبی پیشواؤں، ملک کے دانشوروں اور سیاسی قائدین کی

جدوجہد

اور مہم جوئی

ایک مؤثر خطاب اور دعوت عمل

(وہ تاریخی تقریر جو ۶/ جنوری ۱۹۹۳ء کو قیصر باغ لکھنؤ کی بارہ دری میں ایک مخلوط مجمع عظیم کے سامنے کی گئی)

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

کل ہند تحریک پیام انسانیت

پوسٹ باکس ۹۳ لکھنو-۷

www.abulhasanalinadwi.org

ہم نے بہت انتظار کیا

افسوس ہے کہ

اس لمبے چوڑے ملک میں، جس میں.........

کروڑوں انسان بستے ہیں اور بڑے سے بڑے انسان ہیں

اخلاقی کمزوریوں کو دور کرنے

اور روحانی و انسانی زندگی کو رواج دینے کے لئے

کوئی تحریک اور جماعت نظر نہیں آتی۔

ہم نے بہت انتظار کیا

اور آخر یہ فیصلہ کیا کہ

جو بن پڑے اس کو شروع کر دیں

—— حلقۂ پیامِ انسانیت

☆

www.abulhasanalinadwi.org

تعارفی کلمات

ناظرین کو معلوم ہے کہ ۶/دسمبر ۱۹۹۲ء کو اجودھیا کے واقعہ اور بابری مسجد کے انہدام کے بعد ہندوستان کے مختلف شہروں میں اور مقامات پر (جن میں بمبئی احمد آباد سورت بھوپال، اجودھیا اور کانپور خاص طور پر مشہور ہوئے) فرقہ وارانہ فسادات رونما ہوئے، جن میں قتل وغارت گری، آتش زنی وانسان سوزی، بچوں اور عورتوں پر دست درازی وآبروریزی، سرمایہ واملاک کے اتلاف اور قساوت وسنگ دلی کے ایسے لرزہ خیز اور شرمناک واقعات پیش آئے، جن کو سن کر ہر محب وطن ہندوستانی کا سر شرم سے جھک جانا چاہئے، اور جن سے اس قدیم تاریخ وتہذیب رکھنے والے انسان دوست، اور مختلف مذاہب اور نسلوں وتہذیبوں کے گہوارہ، جمہوری ملک کی پیشانی پر جس کو بڑی قربانیوں کے ذریعہ اور اتحاد وتعاون کے زور سے بدیسی راج اور غیر ملکی اقتدار سے آزاد کرایا گیا تھا، کلنک کا ایسا ٹیکہ لگ گیا، جس کا دور کرنا اور اس داغ کا دھونا ہر ہندوستانی کا فرض ہے، خاص طور پر بمبئی، احمد آباد اور سورت میں ایسے سنگ دلانہ اور بہیمانہ واقعات پیش آئے، جنکے ذکر کرنے سے

www.abulhasanalinadwi.org

زبان تھرتھراتی اور قلم لرزتا ہے، اور سر شرم سے جھک جاتا ہے۔

قدرتی طور پر ان واقعات کا اثر مسلمانوں پر زیادہ پڑا کہ وہ خاص طور پر ان فسادات کا نشانہ بنے، لکھنؤ میں بھی جو قدیم مشرقی اور ہندوستانی تہذیب وعلم وادب کا عرصہ دراز سے گہوارہ چلا آرہا ہے، اور جو سوراج اور خلافت تحریک کا بڑا مرکز رہا ہے، اور جو ہندوستان گیر تحریک "پیام انسانیت" کا سرچشمہ اور خصوصی مرکز ہے، اس کا گہرا اثر تھا، اور یہاں کے حساس، فرض شناس اور حقیقت پسند اور دردمند اشخاص اس سلسلہ کے سد باب، اور اس کے علاج ومداوا کی صورتوں پر غور کر رہے تھے، انھوں نے اس کی ضرورت سمجھی کہ اس سلسلہ میں اپنے جذبات واحساس کے اظہار کرنے کے لئے، اور مختلف سیاسی پارٹیوں کے زعماء وقائدین کو متوجہ کرنے کے لئے "پیام انسانیت" کی طرف سے ایک جلسۂ عام کیا جائے، جس میں عوام وخواص اور سیاسی پارٹیوں کے ذمہ دار نمایاں تعداد میں شریک ہوں اور اس اندیشہ ناک صورت حال پر سنجیدگی سے غور کریں اور اس کے سد باب کے لئے سنجیدہ کوششیں اور تدبیریں اختیار کریں، اور اس کو ایک تحریک بنائیں۔

اس تجویز وتحریک میں برادر محترم مولانا سید سلمان حسینی ندوی پیش پیش تھے، جو عرب ممالک میں بھی اپنی ممتاز عربی دانی اور علمی

www.abulhasanalinadwi.org

فضلیت کی وجہ سے روشناس ہیں اور احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں ،ان کی اور ان کے رفقاء کی دعوت پر ان کے زیر انتظام ۶/ جنوری ۱۹۹۳ء کو قیصر باغ کی بارہ دری میں ۱۱ بجے دن کو ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا، جس میں حاضرین ۱۰ سے ۱۲ ہزار کی تعداد میں تھے، مجمع بارہ دری کے احاطہ سے باہر سڑک تک تھا ،مختلف سیاسی جماعتوں کے صدر و جنرل سکریٹری بھی اسٹیج پر موجود تھے ،اور مختلف مذاہب اور قومیتوں کی بھی نمائندگی تھی ،جلسہ کی نظامت مولانا سید حمزہ حسنی ندوی نے کی ،اور متعدد سیاسی پارٹیوں کے ذمہ دار اصحاب نے خطاب کیا اس موقعہ پر مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی صاحب نے (جو تحریک پیام انسانیت کے بانی اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر ہیں ،اور وہ پوری اسلامی دنیا میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، وہ سنٹر فار اسلامک اسٹیڈیز آکسفورڈ یونیورسٹی کے چیرمین بھی ہیں) ایک مؤثر تقریر کی جس میں انھوں نے اپنا دل نکال کر رکھدیا اور اس میں وہ حقائق اور صداقتیں بھی آگئیں جو ہر صاحب ضمیر انسان اور محب وطن ہندوستانی کی فوری توجہ کی مستحق اور عملی سعی وجدوجہد کی طالب ہیں ،اس تقریر کی اثر انگیزی اور اس کی افادیت کے پیش نظر وہ تقریر کیسٹ سے کاغذ پر اتار کر جس کے لئے مولوی سید جعفر مسعود حسنی

www.abulhasanalinadwi.org

ندوی شکریہ کے مستحق ہیں، شائع کی جارہی ہے، اور کوشش کی جارہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ وہ عوام وخواص، مختلف پارٹیوں کے رہنماؤں، مذہبی پیشواؤں، اور محبِ وطن وحقیقت پسند اشخاص تک پہونچائی جائے، شاید وہ آنکھوں میں نمی، دل میں نرمی اور اس صورت حال کو تبدیل کرنے کی سعی میں سرگرمی پیدا کرے جو وقت کی سب سے بڑی ضرورت اور ملک کی سب سے بڑی خدمت ہے۔

۳/شعبان ۱۴۱۳ھ — سید اسحاق حسینی

۲۷/جنوری ۱۹۹۳ء — سکریٹری دفتر ''پیام انسانیت''، لکھنؤ

نوٹ: مولانا سید اسحاق حسینی مرحوم ایک طرف دینی تعلیم کے مشغلہ سے جڑے ہوئے تھے، وہ مدرسہ عالیہ عرفانیہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے دوسری طرف وہ نئی نسل کی بنیادی دینی تعلیم کی تحریک سے بھی وابستہ تھے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی بھتیجی کے بیٹے تھے، دینی وعلمی کام میں اپنے بڑوں کے اچھے معاون رہے تھے، تحریک پیام انسانیت کے مرکزی دفتر کے وہ انچارج تھے، اسی سال آپ سفر حج کو بھی تشریف لے گئے تھے، آپ جلسہ شہدائے اسلام دارالمبلغین کی ایک نشست میں شریک ہوئے اور وہاں پر جوش اور جذبہ کے ساتھ خطاب فرمایا اور گھر لوٹ آئے کہ قلبی دورہ پڑا، اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی، اور اپنے خالق حقیقی سے جاملے، ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾، یہ حادثہ جمعہ کے دن ۱۰ر محرم الحرام مطابق ۹ر فروری ۲۰۰۶ء کو پیش آیا، ان کا سانحہ ارتحال یقیناً ملت کا بڑا خسارہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

پیش لفظ

از مولانا محمد رابع حسنی ندوی

(صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

الحمد للہ کفی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، أما بعد:

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے عہد میں یہ بڑی خصوصیت رہی کہ وہ ملک اور بیرون ملک کے حالات پر انسانی اور تاریخی نقطۂ نظر سے غور کرتے، اور اپنے غور وفکر کے نتائج پر اپنے حقیقت پسندانہ انداز سے روشنی ڈالتے، اور لوگوں کو صحیح خطرات کی طرف متوجہ کرتے تھے۔ بنگلہ دیش بننے کے موقعہ پر جو قتل وغارت گری ہوئی تھی اس کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے کلکتہ میں ایک بہت مؤثر تقریر کی تھی، اور انسانی جانوں پر جو ظلم ہوا تھا اس کو ملک اور قوم کے لئے ایک انسانی سانحہ قرار دیا تھا، اور دلوں کو متأثر کرنے والی تقریر سے متحرک کیا تھا، جس کو بعد میں بھی لوگوں نے پڑھا اور سنا، اور جب سنا تو متأثر ہوئے۔

اسی طرح جب ۱۹۹۲ء کے آخر میں بابری مسجد کا انہدام کیا گیا، اور اسی منصوبہ کے مطابق ملک میں فرقہ وارانہ ظلم وزیادتی کا ماحول بنادیا گیا تو ''پیام انسانیت'' کے حوالہ سے لکھنؤ کے قیصر باغ میں بارہ دری میں ایک جلسہ منعقد ہوا،

www.abulhasanalinadwi.org

جس میں مولانا نے بڑی مؤثر اور دل کو ہلا دینے والی تقریر کی، اور ظلم وزیادتی کو صرف ایک واقعہ ہی نہ سمجھنے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ اس کائنات کے خالق ومالک کو یہ حالات بہت ناراض کردینے والے اور اس کے غضب کو بلانے والے ہیں، اور انسانوں پر جب اس کا دورہ پڑتا ہے تو یہ انسانی معاشرہ کا بہت خطرناک اور شرمندہ کردینے والا واقعہ ہوتا ہے، جو خدا کی طرف سے عموماً سزا کو بلانے والا ہوتا ہے۔ اور انسانی تاریخ میں اس کی خاصی مثالیں ملتی ہیں، جو عبرت دلانے والی اور خطرہ کا احساس دلانے والی ہیں، ایسی ظلم وزیادتی سے بہت ڈرنا چاہئے اور اس پر خدا کے غضب کے نازل ہونے سے ملک اور قوم کو بچانا چاہئے۔

یہ تقریر جو ''ملک ومعاشرہ کا سب سے خطرناک مرض ظلم وسفاکی'' کے عنوان سے رسالہ کی شکل میں شائع ہوئی، ہر ایسے موقع پر پڑھنے کی ہے جب انسانوں پر ایسا کوئی دورہ پڑے، اور انسان اس حقیقت کو بھول جائے کہ اس کائنات کا خالق ومالک دیکھ رہا ہے اور یہ چیز اس کی ناراضگی کا باعث بن سکتی ہے۔ تقریر کی اہمیت وافادیت کو دیکھتے ہوئے اس کو دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔

۲۵/۷/۱۴۲۹ھ — محمد رابع حسنی ندوی

۲۹/۷/۲۰۰۸ء — صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

وناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا رحم والا اور مہربان ہے

حضرات! ہم اس وقت لکھنؤ شہر میں ہیں، میں اپنی تقریر کا آغاز اسی لکھنؤ شہر کے ایک معروف شاعر امیر مینائی کے شعر سے کروں گا، ادب کے بہت سے طالب علم، شعر وشاعری سے دلچسپی رکھنے والے اور تاریخ کا علم اور اس کا ذوق رکھنے والے حضرات ان کے نام سے واقف ہوں گے وہ کہتے ہیں۔

امیر جمع ہیں احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستاں رہے رہے نہ رہے

اور اسی کے ساتھ میں اسی برصغیر SUB CONTINENT کے قابل فخر اور مشہور ترین شاعر وادیب اور فلسفی ومفکر علامہ اقبال کا بھی شعر پڑھوں گا، وہ کہتے ہیں۔

تا تو بیدار شوی نالہ کشیدم ورنہ
عشق کا ریست کہ بے آہ وفغاں نیز کنند

مطلب یہ ہے کہ آپ جاگ جائیں اس لئے میرے دل سے ایک آہ

www.abulhasanalinadwi.org

ایک کراہ نکلی ہے ورنہ عشق تو ایسا کام ہے کہ جو آہ وفغاں اور اظہار درد کے بغیر بھی کیا جاتا ہے اور کیا جاتا رہا ہے۔

حضرات! میں بہت معذرت کے ساتھ اتنا عرض کردوں کہ میں لکھنے پڑھنے ولا آدمی ہوں لیکن میری توجہ اور میری دلچسپی کا مرکز دو موضوع SUBJECTS ہیں، ایک مذاہب اور اس میں بھی تقابلی مطالعہ COMPARATIVE STUDY اور ایک تاریخ، اور تاریخ صرف ایک حصہ کی نہیں بلکہ تاریخ عالم UNIVERSAL HISTORY میں نے عربی، فارسی، اردو اور انگریزی میں اس کا بڑا ذخیرہ دیکھا اور پڑھا ہے، اسی مطالعہ کے نتیجہ میں میں اس حقیقت تک پہونچا ہوں کہ دنیا کے مذاہب میں سب سے زیادہ اگر کسی چیز پر اتفاق ہے تو وہ یہ کہ ظلم بری چیز ہے، اور ظلم اس دنیا کو پید اکرنے والے کو پسند نہیں ہے اور جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے وہ بتاتی ہے کہ ظلم سے بعض اوقات بڑی بڑی سلطنتوں کے چراغ گل ہو گئے ہیں اور معاشرہ پر بادِ خزاں چل گئی ہے، ان پر مکمل زوال آ گیا ہے اور سارے علمی وادبی کارنامے اور ذخیرے خاک میں مل گئے ہیں۔

تاریخ میں ایسی شہادتیں موجود ہیں کہ بعض اوقات کسی ایک مظلوم مرد کی آہ، اور کسی ایک مصیبت زدہ خاتون کی کراہ سے پورے دور کا خاتمہ ہو گیا ہے، جو بات سب سے زیادہ ملکوں کی خیر خواہی، سچی ہمدردی، حقیقت پسندی،

www.abulhasanalinadwi.org

انسانیت کے فرض کی ادائیگی بلکہ اس کے احساس کی ہے، (خواہ اس ملک میں کتنی ترقیاں ہوں اور اس ملک کی تاریخ خواہ کیسی رہی ہو اور اس میں کتنے وسائل وذخائر ہوں) یہ ہے کہ ظلم نہ ہونے پائے، کسی کمزور آدمی کو روندا نہ جائے، کسی گھر کا چراغ بجھایا نہ جائے۔ کسی بے زبان عورت پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے، اور کسی مظلوم کی بددعا نہ لی جائے۔

میں آپ سے کہتا ہوں کہ اس بارہ دری کی (ہندوستان کو چھوڑیئے لکھنؤ شہر کے مقابلہ میں) کیا حقیقت ہے ؟ لیکن اگر کچھ لوگ آکر اس بارہ دری میں توڑ پھوڑ شروع کردیں، کرسیاں پٹخنا شروع کردیں اور لوگوں پر حملہ آور ہوجائیں اور یہ جو آپ آرائش کا سامان دیکھ رہے ہیں۔ اس کو برباد کرنا شروع کردیں، تو اس کا ٹرسٹی، اس کا محافظ، اور اس کی دیکھ بھال کرنے والا اسٹاف، برداشت نہیں کرسکتا، آپ کمہار کی دوکان پر جاکر دیکھئے (میں آسانی سے یہ مشورہ نہیں دونگا مجھے آپ سے ہمدردی ہے) لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ کمہار کی دوکان پر تجربہ کیجئے ایک کمہار کی کیا حقیقت ہے۔ اس کے مٹی کے برتنوں کی کیا حیثیت ہے ؟ ۲ پیسے کی چیز ہے ! لیکن آپ کمہار کی دوکان پر جاکر اس کے گھڑے توڑنے لگیں اس کے بدھنے توڑنے لگیں اس کے برتن پھوڑنے لگیں تو وہ آپ کو آسانی سے جانے نہیں دیگا، وہ آپ کو روکے گا، اپنے برتنوں کو بچانے کی کوشش کریگا اور آپ پر حملہ آور ہوجائے گا اسی طرح آپ کسی اور دوکان پر چلے جایئے

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس دوکان کو لوٹنے لگئے ،اس کا سامان اٹھا کر لیجانے لگئے ،توڑ پھوڑ شروع کر دیجئے اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے لگئے ،تو وہ برداشت نہیں کرسکتا اگر وہاں زندگی کے آثار ہیں اور واقعی وہ کوئی مہذب جگہ ہے ، پڑھے لکھے لوگ وہاں رہتے ہیں تو پورا محلہ آکر کھڑا ہو جائے گا ، گھر کے لوگ باہر آجائیں گے پڑھنا لکھنا چھوڑ دینگے اور آپ کا ہاتھ پکڑ لینگے کہ اس غریب دوکاندار کا کیا قصور ہے کہ آپ اس کی دوکان اور اس کے سامان کو توڑ پھوڑ رہے ہیں اور جلا رہے ہیں ؟ یہاں قریب ہی ایک لائبریری ہے[1] مجھے وہاں کے ایک ایک صفحہ کی قدر ہے ، میری بہت سی تحریریں اور کاوشیں اس کی رہین منت ہیں ، لیکن میں کہتا ہوں اور دل پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ وہاں جا کر کوئی کتابیں پھاڑنے لگے ، کیا حقیقت ہے کتاب کی ، انسان کی لکھی ہوئی کتاب ہے ، دوبارہ لکھی جاسکتی ہے دوبارہ چھپ سکتی ہے اور کئی بار چھپ سکتی ہے تو آپ کو اس ذخیرہ یا اس کے کسی حصہ کو تلف اور برباد کرنے کی کوئی اجازت نہیں دے گا۔

بس کیا آدمی ہی رہ گئے ہیں ۔ ہمارے بھائی بند ہی رہ گئے ہیں نسل انسانی کے افراد ہی رہ گئے ہیں جن سے ہمارا ملک آباد ہے جن سے یہاں کی رونق قائم ہے جن کی وجہ سے ہمارا ملک ملک کہلاتا ہے جنگل نہیں کہلاتا ، یہاں کوئی شکار کھیلنے نہیں آتا ، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ لکھنؤ ہے ، تہذیب کا مرکز ہے ، یہ

---

(۱) امیر الدولہ لائبریری واقع قیصر باغ کی طرف اشارہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اجودھیا ہے، یہ دہلی ہے تاریخی شہر ہے، اور ملک کا دارالسلطنت ہے، بمبئی ہے احمد آباد اور سورت ہے کہاں تک شہروں کے نام لوں، کوئی آپ کو اجازت نہیں دے گا کہ آپ مٹی کے سامان کو، شیشے کے سامان کو اور ٹین کے سامان کو بھی برباد کرنے لگیں تو کیسے یہ خیال آسکتا ہے کہ آدمی جسے اس دنیا کے پیدا کرنے والے نے کس محبت سے، اپنی قدرت وصنعت اور اپنی رحمت سے انسان بنایا وہ انسان شکار بن جائے اور کس کا شکار بن جائے؟ خود انسانی ہاتھوں کا شکار بن جائے اور اس کا اس طرح شکار کیا جائے جس طرح شکاری جانوروں کا شکار کرتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ سارے مذہب اگر کسی بات پر متفق ہیں تو اس پر کہ ظلم بہت بری چیز ہے، اور ظلم خالق کائنات کو ناراض کرنے والی چیز ہے اور اسکی طرف سے ظلم کرنے والوں پر ایسی ایسی سزائیں، آفتیں اور مصیبتیں آتی ہیں جن کا پہلے سے تصور وتعین بھی نہیں کیا جاسکتا، اور ان کے تصور ہی سے رونگٹھے کھڑے ہوجاتے ہیں، میں کہنا نہیں چاہتا، اسی ملک کا رہنے والا ہوں، میری زندگی بھی اسی ملک سے وابستہ ہے مگر کہتا ہوں کہ ظلم کرنے والوں پر خدا کی طرف سے آفتیں آتی ہیں، زلزلے آتے ہیں، بجلیاں گرتی ہیں، گرانی بڑھتی ہے قحط سالی آتی ہے، چیزیں نایاب ہوجاتی ہیں، بیماریاں بھی عام ہوجاتی ہیں، اور آگے مجھ سے نہ کھلوایئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں کہہ رہا ہوں کہ سب سے زیادہ ڈرنے والی چیز جو ہے وہ ظلم ہے، دنیا کے سارے مذاہب، سارے کلچر، سارے رفارمرس، سارے صوفی سنت اس بات پر متفق ہیں کہ انسان سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے اور ہر مذہب کا انسان ہر شہر کا انسان، ہر ملک کا انسان، ہر برادری کا انسان، ہر نسل کا انسان، ہر طبقہ کا انسان، ہر سوسائٹی کا انسان، ہر قابلیت کا انسان، ہر صلاحیت کا انسان، مفید ہو یا غیر مفید، وہ خدا کی صنعت ہے اور خدا کی رحمت کا مظہر ہے ہم اس کو MASTERPIECE نہیں کہہ سکتے ورنہ اس سے بڑھ کر MASTERPICE اور کیا ہوسکتا ہے؟

اب میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ آدمی بیمار ہوجاتا ہے، اس پر اعصابی اور جنون کا دورہ پڑجاتا ہے اور یہ دورہ فرد (INDIVIDUAL) پر بھی پڑتا ہے، سوسائیٹی پر بھی پڑتا ہے، اور پوری قوم (NATION) پر بھی پڑسکتا اور پڑتا ہے اور تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ مرض کا یہ دورہ جنون (پاگل پن) کا یہ دورہ، ظلم وسفاکی کا یہ دورہ، انسان کی تحقیر وتذلیل کا یہ دورہ، صرف افراد ہی پر نہیں بلکہ پورے پورے معاشرہ، پوری پوری سوسائیٹی، پورے پورے ملک اور پورے پورے عہد پر پڑا ہے اور یہ دورہ پڑنا کوئی انوکھی اور تعجب خیز بات نہیں ہے لیکن جو چیز ڈرنے کی ہے اور خطرناک بھی ہے وہ یہ کہ اس دورہ کو دور کرنے والے اور اس بیماری کا علاج کرنے والے لوگ نہ ہوں، ہم نے

www.abulhasanalinadwi.org

انسانی تہذیب اور نسل انسانی پر ایسے بڑے بڑے دورے پڑتے ہوئے دیکھے ہیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب یہ تہذیب زندہ نہ رہ سکے گی، اور یہ نسل اب آگے نہ چل سکے گی، لیکن ہمت والے لوگ سامنے آگئے اور انہوں نے واقعات کا رخ بدل دیا، اسکی مثالیں میں آپ کو اپنے تاریخ کے مطالعہ کی روشنی میں ایک نہیں دس دے سکتا ہوں لیکن اس موقع پر میں صرف دو مثالیں دونگا۔

ایک تو جب چین کی سرحد سے ترکستان کے تاتاری اٹھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب نسل انسانی سب کچھ کھودے گی اور اب کچھ بھی باقی نہ رہے گا، معلوم ہوتا تھا کہ اب دنیا کو اپنا تہذیبی سفر دوبارہ شروع کرنا پڑے گا کیونکہ سب کچھ برباد ہوجائے گا، نہ کتب خانے رہیں گے نہ مدرسے رہیں گے نہ دانشور رہیں گے نہ پڑھے لکھے انسان رہیں گے اور حد یہ تھی کہ وہ اٹھے تھے ترکستان سے لیکن یورپ میں لوگ ان سے ڈرتے تھے یہاں چند تاریخی شہادتیں پیش کی جاتیں ہیں جو یورپ کے مستند و مشہور مؤرخوں کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔

گبن (GIBBON) اپنی مشہور کتاب ''تاریخ انحطاط وسقوط روما'' (THE DECLINE AND FALL OF THE ROMAN EMPIRE) میں لکھتا ہے:-

''سویڈن کے باشندوں نے روس کے ذریعہ تاتاری طوفان کی خبر سنی، ان پر اتنی دہشت طاری ہوئی کہ وہ ان کے خوف سے اپنے معمول کے مطابق

www.abulhasanalinadwi.org

انگلستانی سواحل پر شکار کھیلنے کے لئے نہیں نکلے۔(۱)

ایچ جی ولز H.G. WELLS کا قول ہے کہ:-

''اگر کوئی سیاسی پوشن گوساتویں صدی کے آغاز میں دنیا کا جائزہ لیتا تو اس نتیجہ پر پہونچتا کہ صرف چند صدیوں کی بات ہے کہ پورا یورپ اور ایشیا منگولوں کے زیر اقتدار آجائے گا''(۲)

ہیرالڈلیمب (HALD LAMB) لکھتا ہے:-

''چنگیز خاں کی جہاں آشوبی وغارت گری نے تمدن کو ایسا سخت صدمہ پہنچایا کہ نصف دنیا میں تہذیب وشائستگی کو مرکر از سر نو جنم لینا پڑا، خوارزم کی سلطنت، بغداد کی خلافت، روس کی مملکت اور کچھ دنوں کے لئے پولینڈ (پولار) کی حکومتیں مٹ گئیں''(۳)

لیکن کیا ہوا، کچھ صوفیاء (سنت لوگ) کچھ اہل دل اٹھے، انہوں نے کوشش کی، ان سے ملے، خدا کی یاد دلائی، اس کے غضب سے ڈرایا، ان کو انسان پر ترس کھانے کی تلقین کی، اور اپنے اخلاق سے، اپنی روحانیت سے، اپنی بے غرضی اور خلوص سے، اپنی ہمدردی نوع انسانی سے ان کے دلوں کو موہ لیا، ان کے دلوں کو بالکل ایسا نرم بنالیا کہ وہ بالکل موم ہوگئے جس کے اتنے قصے ہیں کہ

---

(۱) P. 16, vol. VII, 3rd Ed., London 1909

(۲) A Short History of the world, London, 1924 p. 140

(۳) Genghis Khan London p. 206, London 1928

www.abulhasanalinadwi.org

بیان نہیں کئے جاسکتے ، ان صوفیوں اور درویشوں کا دولت سے بے پرواہ ہونے اوران کے خلوص کی حد یہ ہے کہ چند بزرگوں کے علاوہ ان میں سے اکثر کے نام بھی تاریخ میں نہیں ملتے ، انہوں نے اپنے نام بھی چھپائے ، انہوں نے پوری تاتاری نسل کو آدمی بنادیا اور ایسا آدمی بنایا کہ ان میں مصنف بھی پیدا ہوئے ، ان میں بڑے بڑے قانون داں پیدا ہوئے ، بڑے بڑے بانیانِ سلطنت پیدا ہوئے ، انہوں نے انسانی تہذیب کی حفاظت کی اور صدیوں تک دنیا کی رہنمائی کرنے کے قابل ہوئے۔

تو میرے بھائیو! کسی ملک پر، کسی فرقہ پر، اور مجھے معاف کیجئے میں صاف کہوں گا کہ کسی کمیونٹی (COMMUNITY) پر، کسی مکتب خیال (SCHOOL OF THOUGHT) پر، کسی سوسائٹی پر، کسی کنٹری اور سویلائزیشن (CIVILIZATION) پر یہاں تک کہ کسی ایج (AGE) پر پورے پورے ایج (AGE) پر اس دورہ کا پڑ جانا، اس کا بیمار ہو جانا اور جنون کا شکار ہو جانا کوئی بعید بات نہیں ہے یہ بار بار ہوا ہے۔

لیکن اصل ڈرنے کی بات یہ ہے کہ اس دورے کو دور کرنے اور آدمی کو پھر آدمیت کے حدود میں لانے اور آدمی کو آدمی بنانے ، اور آدمی کو ظلم سے خونریزی سے ڈرانے اور آدمی کی آدمی سے دل میں محبت پیدا کرنے اور اپنے ملک کی سچی خیر خواہی اور سچی حب الوطنی ، سچا نیشنلزم اور اپنے ملک کی محبت پیدا

www.abulhasanalinadwi.org

کرنے کی تعلیم دینے کیلئے کوئی پارٹی اور کوئی جماعت کھڑی نہ ہو، یہ چیز ڈرنے کی ہے، ایک آدمی جو فلسفۂ تاریخ پر نظر رکھتا ہے اور جس کی مذاہب کی تعلیمات پر بھی نظر ہے، جس نے آسمانی کتابیں پڑھی ہیں، جس نے روحانی شخصیات کے ملفوظات اور زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پڑھے ہیں وہ جانتا ہے کہ یہ دورے تو پڑتے رہتے ہیں، دولت پرستی کا دورہ پڑ گیا، خواہشات نفس کی پرستش کا دورہ پڑ گیا، اور آدمی سے بیزار ہونے اور آدمی کی صورت دیکھنے کا روادار نہ ہونے، اور ظلم سے لطف اٹھانے ENJOY کرنے کی بیماری پیدا ہو جائے، جن کو جائز تفریحات اور فطری لذتوں میں وہ مزہ نہیں آتا اور کسی دلکش گیت اور عمدہ نغمہ سننے میں مزہ نہیں آتا جو آدمی کو مارنے میں مزہ آتا ہے، یہ ایک بیماری ہے، انسانیت کی آخری حد تک گراوٹ ہے اور آخری درجہ کی ذلت ہے، لیکن انسان اس کا شکار ہوتا ہے اور ہوا ہے اور اگر کہدوں کہ ہزاروں بار شکار ہوا ہے تو غلط نہیں ہوگا، پوری پوری تاریخیں لکھی گئیں ہیں، ایک قوم کے ظلم پر، ایک سلطنت کے دوسری سلطنت کو غلام بنانے پر، اور ظلم کے کئی کئی طریقے نکالنے پر اور انسان کشی اور انسان سوزی کے واقعات پر، مگر یہ سب تاریخ کی نذر ہو گیا، تاریخ کے سوا ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا، صاف معلوم ہو رہا تھا کہ یہ چیز دور نہیں ہو سکتی یہ قہر خداوندی ہے، جس رقبہ کی چیز تھی، اس کی جو حدیں تھیں، اس میں جو انسانی برادری آباد تھی، اب پنپ نہیں سکے گی، یہ اب سر اٹھا کر عزت سے چل نہیں سکے گی،

اس کے بچے پڑھ نہیں سکیں گے، اس کی خواتین اور عورتیں عزت کے ساتھ رہ نہیں سکیں گی۔

لیکن اچانک ہوا کا رخ بدلا اور بہار کا ایسا جھونکا آیا، روحانیت کا ایک ایسا جھونکا آیا اور قربانی دینے کا ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ لوگوں نے اپنی جانوں کی پرواہ نہیں کی، اپنی عزتوں کی پرواہ نہیں کی، عہدے تو عہدے کیا ہیں، اپنی صحت کی، اپنی زندگی کی پرواہ نہیں کی، خوف کا بادل چھٹ گیا، وہ کہر دور گیا، وہ انسان جو بالکل عقل کھو بیٹھا تھا، حواس باختہ ہو چکا تھا، اور اس کے منھ کو خون لگ گیا تھا، اس کو کھانے میں وہ مزہ نہیں آتا تھا جو انسان کا خون بہانے میں مزہ آتا تھا وہ انسان اور انسانیت کا محافظ بن گیا، جو رہزن اور حملہ آور تھا وہ پاسبان اور چوکیدار بن گیا، جو قاتل تھا وہ معالج اور تیماردار بن گیا۔

ایک ایسا دور بھی گذرتا ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو دیکھ کر خوش نہیں ہو پاتے اور آج بھی کہیں کہیں ایسا ہو رہا ہے کہ لوگ اپنے بچوں، پوتوں اور نواسوں کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بچے ہنستے ہوئے آتے ہیں کہ دیکھ کر پیار آجائے مگر پیار کے بجائے آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں کہ کل نہیں معلوم کہ ان کا کیا حشر ہوگا، کب ہیسٹریا کا دورہ پڑ جائے اور ان بچوں کو ان کے ماں باپ کے سامنے چیر پھاڑ کر رکھ دیا جائے، ہزار افسوس اور شرم ایسی زندگی پر کہ آدمی اپنے جگر کے ٹکڑوں کو آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت کو اور ہنستے مسکراتے

www.abulhasanalinadwi.org

بچوں، نواسوں، پوتوں اور پوتیوں اور پردہ نشین خواتین کو جن پر کسی کا سایہ نہیں پڑا ،جن پر آج تک کسی کی نگاہ نہیں پڑی ان کو دیکھ کر یہ خطرہ محسوس کرے کہ معلوم نہیں کب جنون کا ایک دورہ آئے دیوانگی کا ایک ابال آئے اور اس کے بعد نہ شریف عورت شریف عورت رہے نہ معصوم بچہ معصوم بچہ رہے، نہ یتیم کو یتیم سمجھا جائے نہ بے کس پر رحم کیا جائے، نہ بیوہ پر ترس کھایا جائے یہ ایک بیماری ہے، اور انسانی فطرت کے بالکل خلاف ہے، خدا کے پیدا کرنے کے منشا کے خلاف ہے اور خدا کے پیغمبروں، رسولوں اور ریفارمرس کی تعلیمات کے خلاف ہے لیکن یہ ہوتا ہے اور جو چیز ہوتی ہے اس کا ذکر بھی کرنا پڑتا ہے، دل پر پتھر رکھ کر ذکر کیجئے آنکھوں پر پٹی باندھ کر ذکر کیجئے، رو کر کہئے، چیخیں مار کر کہئے، کراہوں کے ساتھ کہئے، آہوں کے ساتھ کہئے، لیکن اس کو کہنا پڑتا ہے اور کہنا ہی نہیں پڑتا، لکھنے پڑھنے والا آدمی ہوں لکھنا بھی پڑتا ہے، تاریخ میں ایسے واقعات درج ہوتے ہیں، اور آنے والی نسل انہیں دیکھتی ہیں، اور کہتی ہے کہ یہ کون لوگ تھے؟ کس نسل کے لوگ تھے؟ کس علاقہ کے لوگ تھے؟ انکو کیا ہو گیا تھا؟ ان کو یہ دیوانگی کا دورہ کیسا پڑا تھا ؟ اور ان کی انسانیت کہاں چلی گئی تھی؟ اور دل نکال کر انہوں نے پھینک دیا تھا؟ کیا آنکھیں انہوں نے پھوڑ لی تھیں؟ کیا ان کو کسی کے دکھ سے تکلیف نہیں ہوتی تھی؟ کیا انسان کے رستے ہوئے خون کو دیکھ کر ان کے آنسو نہیں نکلتے تھے؟ جہاں خوں بہا ہے وہاں کم سے کم آنسو تو بہنے چاہئے تھے، آنسو بہنے

www.abulhasanalinadwi.org

میں کیا لگتا ہے، آنسو بہنے میں کیا جاتا ہے، لیکن نہیں وہ ایسے سنگدل تھے کہ انسان کے جسم سے خون بہتے ہوئے دیکھتے رہے، اور ان کی آنکھ سے ایک آنسو نہیں ٹپکا، کیونکہ وہ انسان کو جانچتے تھے، مذہب سے، اور مذہب ہی نہیں انسان کو جانچتے تھے تاریخی روایات سے، انسان کو جانچتے تھے افسانوں سے اور کہانیوں سے، انسان کو جانچتے تھے لوگوں کی افسانہ طرازیوں سے جس پر سیکڑوں برس نہیں ہزاروں برس گذر گئے، لیکن وہ ان کے نزدیک ایک زندہ چیز تھی، اور وہ خدا جو حی وقیوم ہے وہ ان کے نزدیک زندہ نہیں ہے؟ وہ انسانیت جو دنیا میں پنپ رہی ہے، پھل پھول رہی ہے، گل کھلا رہی ہے، شاہکار بنا رہی ہے، کتابوں کے ڈھیر لگا رہی ہے، کتب خانے بھر رہی ہے اور اب بھی اس کے اندر ذہانت کا خزانہ ہے اب بھی اس کے اندر محبت کا خزانہ ہے اب بھی اس کے اندر گل کا کھلانا ہے، یہ انسان جس سے دنیا کی بہار ہے اگر انسان نہ ہو تو دنیا کی کیا قیمت ہے، انسان ہی سے اس کی بہار ہے، انسان ہی سے اس کی رونق قائم ہے، انسان ہی سے اس کی چمک دمک برقرار ہے، چلے جایئے، آپ قبرستان میں کیا آپ کا دل وہاں لگے گا چلے جایئے، عجائب گھروں میں کیا وہاں رہنے کو دل چاہے گا، کیسے کیسے جانور ہیں، کیسی کیسی شاہکار اور صنعت کی چیز ہیں، لیکن وہاں آپ ٹھہر نہیں سکتے دیکھیں گے اور چلے آئیں گے لیکن انسان کی بستی سے انسان نہیں گھبراتا، جنگل سے گذرتا ہے تو ڈرتا ہوا، خدا سے دعا کرتا ہوا کہ خیریت سے گزر جائے اور

www.abulhasanalinadwi.org

انسانوں کے پاس صحیح سالم پہنچ جائے ،اگر انسان کو انسان سے محبت نہ ہو، انسان کو انسان کے دکھ درد کا احساس نہ ہو، انسان انسان پر ترس نہ کھائے ،انسان انسان سے ہمدردی نہ کرے تو وہ انسان نہیں بھیڑیا ہے، اور کون ہے جو بھیڑیے کی تعریف کرتا ہے ،اور کون ہے جو بھیڑے سے نفرت نہیں کرتا ہے، اور کون ہے جس کا بھیڑیے کی برائی سے دل نہیں دکھتا ہے ،اتنے بڑے مجمع میں ہے کوئی شخص جو یہ کہے کہ آپ بھیڑیے کی برائی کیوں کر رہے ہیں ،لیکن جب انسان بھیڑیا بن جائے تو کیوں آپ کا دل نہیں دکھتا کیوں آپ کے دل پر چوٹ نہیں پڑتی ،اس کے نام سے نفرت کا اظہار کیوں نہیں ہوتا، انسان بھیڑیا بننے کے لئے بنایا گیا ہے؟ انسان تو فرشتہ بننے کے لئے بنایا گیا ہے، انسان تو ولی بننے کے لئے بنایا گیا ہے ،انسان تو ہمدرد خلائق بننے کے لئے بنایا گیا ہے انسان کو تو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا گیا ہے ، اور ہماری شاعری ،ہماری بول چال ہمارے احساسات اور ہماری مجلسوں میں اسی حیثیت سے اس کا تذکرہ کیا گیا ہے، اور بھیڑیا بھیڑیا ہے، آج تک بھیڑیا ہے اور سینکڑوں برس سے بھیڑیا ہے، اور میں نے نہیں دیکھا کہ کسی شاعر نے بھیڑیے کی شان میں قصیدہ کہا ہو اور کسی صحیح الدماغ آدمی نے بھیڑیے کو اپنا ہیرو بنایا ہو اور اپنا آئڈیل سمجھا ہو، سانپ بچھو سے تو ہم نفرت کریں ،بھیڑیے اور تیندوے سے تو ہم نفرت کریں ،شیر اور چیتے سے تو ہم نفرت کریں، اور وہی کام ہم کریں اور ہمیں شرم نہ آئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں کہتا ہوں کہ ایک انسان کا ایک انسان پر ہاتھ اٹھنا کیسے ہے، اس ہاتھ کو دیکھنا چاہئے، اس کو ڈاکٹروں کے پاس لے جانا چاہئے، اس کی طبی جانچ کرانا چاہئے، اسکو کاٹ کر دیکھنا چاہئے کہ اسکے اندر کونسی چیز بھری ہوئی ہے اور کس کا خون اس کے اندر دوڑ رہا ہے، یہ ہاتھ انسان پر اٹھنے کیلئے نہیں بنایا گیا تھا یہ ہاتھ بنایا گیا تھا انسان پر ظلم روکنے کیلئے۔ انسان خواہ یورپ کا ہو، انسان خواہ افریقہ کا ہو، انسان خواہ امریکہ کا ہو، اس پر جہاں بھی زیادتی ہو ہمارا ہاتھ اٹھنا چاہئے اور زیادتی کو روکنا چاہئے، اگر گھر میں ہے تو وہاں بھی، راستہ چل رہا ہے تو وہاں بھی، بازار میں چل رہا ہے تو وہاں بھی، مولانا حالی کہتے ہیں۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں[1]

اور ہمارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **الراحمون یرحمھم الرحمٰن تبارک وتعالیٰ إرحموا من فی الأرض یرحمکم من فی السماء** (رحم کرنے والوں پر وہ خدا رحم کرتا ہے جس کا نام ہی رحمٰن ہے تم اہل زمیں پر رحم کرو تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان میں ہے) مولانا حالی نے اس کا ایک شعر میں خوب ترجمہ کیا ہے

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

---

[1] اونچے درجہ کے فرشتے مراد ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور یہ وہ حدیث ہے جو حدیث کے حلقہ میں سب سے پہلے سنائی جاتی ہے اور اہل علم جانتے ہیں کہ اس حدیث کو کتنی اہمیت دی گئی ہے

موجودہ صورت حال کے پیش نظر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، لیکن اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ ہمارے مذہبی پیشوا اور ہمارے پولیٹیکل لیڈر نکل آئیں اور ہاتھ پکڑ پکڑ کر کہیں کہ اس ملک کی عزت رکھ لو، اس ملک کی شہرت پر بٹہ نہ لگاؤ، آدمی بن کر رہو ایک دوسرے سے محبت کرو، زندگی کا سارا لطف اس میں ہے کہ آدمی آدمی کو دیکھے، آدمی آدمی کو پہچانے اور امید رکھے کہ ہم پر اگر کوئی آفت پڑے گی، ہم پر اگر کوئی مصیبت آئے گی تو یہ بچائیں گے اسی کا نام زندگی ہے اسی کا نام تمدن ہے اور اسی کا نام حب الوطنی ہے، اور اسی کا نام سیاست بھی ہے، سیاست بھی یہی ہے کہ ملک میں سب مل جل کر رہیں۔

بس حضرات میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں اس وقت جنون کا دورہ پڑا ہے، دیوانگی کا جو دورہ پڑا ہے، جذباتیت کا جو دورہ پڑا ہے، مذہبی سیاسی استحصال exploitation کا جو دورہ پڑا ہے یہ دورہ ہے، اور دورہ عارضی ہوتا ہے، یہ دورہ چلا جائے گا مگر اس کے دور کرنے کے لئے علاج کرنے والوں کی ضرورت ہے، ہمدردوں کی ضرورت ہے، دل رکھنے والوں کی ضرورت ہے، جو اپنے گھروں سے گھبرا کر نکل آئیں اور اس کا بھی خیال نہ کریں کہ ہم کیا کھائیں گے؟ کیا پئیں گے؟ اور دیوانے بن کر اس ملک میں پھریں، جتھے بنا بنا کر دورے

www.abulhasanalinadwi.org

کریں، عوام کو جمع کریں اور ملک کے نام پر، انسانیت کے نام پر، عقل وانصاف کے نام پر اور خدا کے خوف اور اسکی پہچان کے نام پر ان سے اپیل کریں کہ اب اسے ختم کرو، اب ٹھنڈے ہو جاؤ، اور جو تعمیری کام ہیں، ترقی کے کام ہیں، ملک کو بنانے والے کام ہیں، ملک کا نام روشن کرنے والے کام ہیں اور ملک کی عزت بڑھانے والے کام ہیں، وہ کام کرو، یہ ملک بہت بدنام ہو چکا ہے، آپ کو شاید معلوم نہیں لیکن میں آپ سے کہتا ہوں، مجھے یاد نہیں اور تاریخ کے اندر ریکارڈ موجود ہے اس ملک پر کبھی ایسا دھبہ نہیں آیا تھا، اور یہ ملک باہر کی دنیا میں کبھی اس نظر سے دیکھا نہیں گیا تھا، جیسا کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے، اس میں ہم سب شریک ہیں، ہندو مسلمان سب شریک ہیں، اس لئے کہ ہم بھی ہندوستانی ہیں، اور ہندوستانی رہیں گے انشاء اللہ، ہندوستان ہمیں عزیز ہے، یہاں کی آب وہوا ہمیں عزیز ہے یہاں کی تہذیب ہمیں عزیز ہے، یہاں کی تاریخ ہمیں عزیز ہے یہاں کا سوئیلائزیشن ہمیں عزیز ہے، اور مسلمانوں نے اس ملک کو چھوڑا نہیں وہ کہیں بھی جا سکتے تھے، ان کے لئے بہت سی جگہیں تھیں، ان سے اپنا وطن چھوڑا نہیں گیا اور نہ چھوڑا جائے گا مگر اس کے لئے ہمت سے کام لیں، حوصلہ سے کام لیں، پاور سے کام لیں، تنظیم سے کام لیں، حکومتیں اپنا فرض انجام دیں اسکول اور کالجز اپنا فرض انجام دیں، پولس اپنا فرض انجام دے، پریس اپنا فرض انجام دے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ملک کی تین چولیں اگر بیٹھ جائیں تو ملک باقی رہ جائے گا اور وہ تین چولیں ہیں، ایجوکیشن، پولیس، اور پریس، یہ تینوں چیزیں ایسی ہیں کہ اگر یہ درست ہو جائیں تو پھر کوئی بڑا خطرہ نہیں ہے، آدمی پڑھ کر نکلے تو روشنی کا سبق پڑھ کر نکلے، انسان کی عزت کا سبق پڑھ کر نکلے، اور اس کے بعد پولیس، جس میں خدمت کا جذبہ ہو، تعاون کا جذبہ ہو، میں آپ سے صاف کہتا ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ یہاں پولیس کی کتنی نمائندگی ہے، لیکن میں ایک حقیقت بیان کرتا ہوں، میں کتنے ملکوں میں گیا ہوں، وہاں پولیس کو دیکھ کر اطمینان ہوتا ہے وہاں پولیس کو رہنما اور مددگار سمجھا جاتا ہے، مجھے خود اتفاق ہوا ہے کہ لندن میں ایک کانسٹبل سے پتہ پوچھ لیا تو پوچھ کر پہنچتایا، صرف اتنا ہی نہیں کہ اس نے پتہ بتلایا بلکہ ساتھ ساتھ چلا، اور پولیس وہاں ہے ہی اس کام کے لئے کہ زیادتی نہ ہونے دے اور کمزور کی مدد کرے اور یہی نہیں بلکہ رہنمائی کرے، انگریزوں نے اپنا رعب قائم کرنے کے لئے (کہ وہ سمندر پار سے آئے تھے) انہوں نے پولیس ایجنسی بنائی تھی کہ اس کے ذریعہ اپنا رعب قائم کریں، انگریزوں کو پولیس کے ذریعہ مرعوب کرنا تھا، اب آج کل اس کی کیا ضرورت ہے؟ آج کل تو یہ ہونا چاہئے کہ آدمی پولیس کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرے کہ میں خطرہ میں پڑ گیا تھا، محلّہ خطرہ میں پڑ گیا تھا، عورتیں بڑے خطرہ میں پڑ گئی تھیں، بچوں کی جانیں خطرہ میں پڑ گئی تھیں، یہ پولیس والے تھے جنہوں نے بچایا، ایسا ہونا چاہئے تھا، یہ احساس

www.abulhasanalinadwi.org

عام ہونا چاہئے تھا، میں کہتا ہوں ایجوکیشن، پولیس اور پریس تین چیزیں اگر درست ہوجائیں تو اس ملک میں اس طرح کے واقعات پھر نہیں ہوسکتے جس طرح کے ہوئے ہیں، اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ دورہ پڑنے سے نہ گھبرایئے، بیماری پھیلنے سے نہ گھبرایئے، انسان ہے زندگی میں سب کچھ ہوگا، یہ نشیب وفراز ہیں زندگی کے، اتار چڑھاؤ ہے زندگی کا، لیکن ڈرنے کی بات یہ ہے کہ اس دورہ کا علاج کرنے کے لئے، اس بیماری کا ڈر ختم کرنے کیلئے، اس مریض کو بچانے کے لئے کوئی جماعت نہ ہو، کوئی آرگنائزیشن نہ ہو، کوئی پارٹی نہ ہو، اور محبِ وطن ہمدردِ انسانیت، صاحبِ دل اور منصف مزاج لوگ نہ ہوں، کسی بھی ملک کے لئے خواہ اس کی زمین خزانہ اگلے، اسکا آسمان سونا برسائے اور اس کے دریا سونے اور چاندی کے بن جائیں اور اس ملک میں بے کمائے اور بے محنت کئے سب کو روزی ملے، اطمینان نہیں اگر آپس کے تعلقات درست نہیں، اگر ایک دوسرے پر اعتماد اور بھروسا نہیں۔

یہ کیا بات ہے ہم آدمی کو دیکھ کر گھبرائیں، گھبرانے کی چیز بھیڑیا ہے، گھبرانے کی چیز تیندوا ہے، گھبرانے کی چیز سانپ ہے، گھبرانے کی چیز بچھو ہے، گھبرانے کی چیز آدمی نہیں ہے، کیا یہ آدمی اس لئے پیدا ہوا تھا کہ آدمی آدمی کو مارے، آدمی کے لئے اور اندیشے اور خطرات کیا کم تھے۔

میں کہہ رہا تھا کہ ان تاتاریوں کو جس نے آدمی بنایا، قانون کا احترام

www.abulhasanalinadwi.org

دیا، تہذیب کا محافظ بنایا، وہ اللہ والے لوگ تھے، وہ دل والے لوگ تھے، وہ روحانی لوگ تھے، ہندوستان کا آزاد کرانا آسان نہ تھا، آپ دیکھئے انگریزوں کی سلطنت، برٹش امپائر کہاں تک تھی، ہم نے بچپن میں یہ مثل سنی تھی کہ ''انگریزوں کی سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا'' کہیں نکلو گے کوئی نہ کوئی کونا ایسا مل جائے گا جہاں آفتاب روشن ہوگا، یہاں سے لے کر عدن تک ان کی حکومت تھی اور یہ ایک خواب تھا کہ کبھی یہ ملک آزاد ہوگا، لیکن ہندو مسلمان جو محبانِ وطن تھے انہوں نے گاندھی جی کے ساتھ، مولانا ابوالکلام آزادؒ کے ساتھ، مولانا محمد علیؒ اور مولانا شوکت علیؒ کے ساتھ، مولانا عبدالباریؒ فرنگی محلی اور شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے ساتھ، اور ان کے بعد مولانا حسین احمدؒ مدنی اور نہرو خاندان کے ساتھ یہ نعرہ دیا کہ انگریزوں کا بائیکاٹ کرو، گاندھی جی اور مولانا آزاد سب سے آگے آگے تھے اور اس وقت ہندو اور مسلمان اپنے کلچر کے اختلاف کے باوجود، اپنی زبان کے اختلاف کے باوجود، اس طرح باہم مربوط تھے اور اس طرح ملے ہوئے تھے جس طرح گھی اور شکر اور دودھ اور پانی ملا ہوتا ہے، میرا شروع کا زمانہ تھا میں نے امین آباد پارک میں گاندھی جی کی تقریر سنی ہے، میں نے موتی لال نہرو کو دیکھا ہے، مولانا آزاد سے تو ہمارے پرانے تعلقات تھے، ان لوگوں نے مل کر اَن ہوتی بات ہونی کردی کہ ہندوستان آزاد ہوا، اس وقت کوئی کہتا تو اس سے کہا جاتا کہ میاں اپنے دماغ کا علاج کراؤ، اپنے ہوش وحواس کا علاج کراؤ

www.abulhasanalinadwi.org

نارمل حالت میں ہو؟ انگریزوں کو کوئی نکال سکتا ہے، لیکن یہ ہندو مسلم اتحاد تھا، یہ حب الوطنی اور ملک کی محبت تھی جس نے انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنے پر مجبور کیا۔

اس کے بعد تین چیزیں تھیں، گاندھی جی نے اور ان کے ساتھیوں نے اور مولانا آزاد نے (مولانا آزاد سب سے نمایاں اور سب سے آگے ہیں) تین چیزوں کو پیش کیا تھا کہ تین شرطیں ہیں جب تک یہ رہیں گی ہندوستان آزاد رہے گا، پرامن رہے گا، خوش حال رہے گا، اور محبت کا گہوارہ رہے گا، ایک سیکولرزم Secularism ڈیموکریسی Democracy اور نان وائیلنس Non-violence یہ تین چیزیں ہیں، جو ضروری ہیں ملک کی بقاء کے لئے، یہ رہیں گی ملک رہے گا، اسکالرز بھی سن لیں، ہسٹورین بھی سن لیں اور سب سن لیں اور لوح دل پر محفوظ کرلیں، کچھ بھی ہوجائے یہ ملک ان تین چیزوں کے بغیر نہیں رہ سکتا، آج میں پھر کہتا ہوں کہ ملک تین چیزوں پر باقی رہ سکتا ہے، ایک یہ کہ ڈیموکریٹ اسٹیٹ ہو، نان وائیلنٹ ہو اور سیکولر ہو، اس لئے کہ تقدیر الٰہی نے یہ فیصلہ کردیا ہے (اور خدا کا فیصلہ کوئی بدل نہیں سکتا) کہ اس ملک میں ہندو بھی رہیں گے اور مسلمان بھی، جینی بھی رہیں گے اور بودھ بھی، سکھ بھی رہیں گے اور عیسائی بھی، اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا کیوں باہر سے بھیجتا، کیوں یہ آسانی پیدا ہوتی، یہ ملک اسی طرح رہ سکتا ہے کہ یہ ملک سیکولر ہو، عرب شاعر کہا تا ہے کہ "جب آگ

www.abulhasanalinadwi.org

کو کچھ اور کھانے کو نہیں ملتا تو وہ اپنے کو کھانے لگتی ہے'' یہ اسلام سے پہلے کی شاعری میں ہے کہ آگ اپنے کو کھانے لگتی ہے اگر اسے کچھ کھانے کو نہ ملے، میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ آج اگر آپ نے مسلمانوں سے۔ خدانخوستہ کس منھ سے کہوں مگر کہنا پڑتا ہے۔ فرصت کر لی، آپ نے مسلمانوں کے عزیز اور مقدس مقامات کو اپنی تحویل میں لے لیا تو یاد رکھئے پھر یہ اختلاف آپ کے اندر چلے گا، یہ بیک ورڈ کلاسز ہیں، جینی ہیں، بدھسٹ ہیں، کھڑے ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ ہماری عبادت گاہیں واپس کرو، آٹھویں صدی عیسوی میں ساؤتھ میں شنکر آچاریہ پیدا ہوئے تھے، انہوں نے تمام بودھ عبادت گاہوں کو ہندو مندروں میں تبدیل کر دیا تھا، میں نے وہاں جا کر دیکھا ہے، میں نے نالندہ کی بدھسٹ یونیورسٹی بھی دیکھی ہے جو کھدائی میں نکلی ہے، اور جگہ جگہ میں نے دیکھا ہے کہ جینیوں کے ہزاروں مندر بدل گئے، بدھوں کے سیکڑوں، ہزاروں مندر ہندوؤں کی تحویل میں چلے گئے، راجیو جی سے لے جو پرائم منسٹر آیا میں نے اس کو خط لکھا، میرے وہ خط چھپے ہوئے ہیں، میں نے لکھا کہ تاریخ کو الٹا سفر نہ کرایئے، تاریخ کو الٹا سفر کرانا بڑی غلطی ہے، تاریخ کو آگے بڑھایئے فرصت کہاں ہے اتنی، کتنے دن کی زندگی ہے، کتنے ہمارے وسائل وذرائع ہیں اور کتنے مواقع وامکانات ہیں، اور دنیا میں کیسے کیسے حوادث پیش آرہے ہیں اور کتنے لوگ ہیں جن کی عمریں سو سے متجاوز ہوتی ہیں، پھر کیوں وقت ضائع کیا جارہا ہے، کیوں

www.abulhasanalinadwi.org

تاریخ کو الٹا سفر کرایا جارہا ہے، کیوں اپنی طاقت، اپنی انرجی، اپنی صلاحیت اور اپنی قابلیت کو برباد کیا جارہا ہے، تاریخ کو آگے بڑھایئے، ملک کو آگے لے جایئے، یہ کیسا دورہ ہے کہ ملک کو پیچھے لے جانے کی کوشش کی جارہی ہے، اگر یہ ہوتا رہا کہ پہلے یہ تھا وہ تھا، پھر اس سے فرصت نہیں ملے گی، اور پھر ایسی خرابیاں پیدا ہوگی کہ جینے کا مزہ نہ رہے گا، ہندوستان کا نام ڈوب جائے گا، اس کے نام پر خاک پڑ جائے گی اور یہاں جو ہیروز، تھنکر اور فلاسفر پیدا ہوئے ہیں وہ سب چھپ جائیں گے اور سامنے صرف یہ رہے گا کہ وہ ہندوستان جہاں آدمی جلایا جاتا ہے، وہ ہندوستان جہاں آدمی کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے، وہ ہندوستان جہاں آدمی کو آرا مشین میں لکڑی کی طرح چیر دیا جاتا ہے، وہ ہندوستان جہاں معصوم بچوں کو چلتی ٹرینوں سے اٹھا کر باہر پھینک دیا جاتا ہے۔

یہ باتیں خدا کو پسند نہیں، آپ ستاروں تک پہنچ جائیں، چاند تک پہنچ جائیں، لیکن جیسے ایک انڈین فلاسفر نے کہا تھا، سی ایم جوڈ (C.M.GOAD) نے لکھا ہے، وہ لندن میں فلاسفک ڈپارٹمنٹ کا ہیڈ تھا، اس نے لکھا ہے اور یہ بات ہندوستانیوں کے لئے فخر کی ہے، اس نے لکھا ہے کہ ایک انڈین فلاسفر آئے غالباً رادھا کرشنن تھے وہ آئے، ہمارے یہاں کے ایک بڑے ذہین اور بولنے والے نے کہا آپ کو خبر ہے ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے، ہم چاند پر پہنچ گئے، ہم نے یہ مسافت کتنے گھنٹوں میں طے کر لی، ہم ایک براعظم کے فلاں کنارے سے دوسرے براعظم تک ہوائی جہاز سے پہنچ گئے، پہلے وہ سنتے رہے، پھر سب

www.abulhasanalinadwi.org

سننے کے بعد انہوں نے کہا کہ ہاں پانی پر تم مچھلیوں کی طرح تیرنے لگے اور فضا میں چڑیوں کے طرح اڑنے لگے مگر زمین پر آدمیوں کی طرح تم کو چلنا نہیں آیا، ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب نے اس بات کو کوڈ کیا ہے، جامعہ کی پچاس سالہ جبلی میں میں بھی وہاں موجود تھا جو بچہ دنیا میں آتا ہے وہ اس بات کا ثبوت لاتا ہے کہ خدا انسان سے مایوس نہیں ہے، ورنہ اس بچہ کو دنیا میں نہ بھیجتا، مگر ہمارا فعل بتاتا ہے (اس زمانے میں دہلی خنجر زنی کی ایسی وارداتیں ہورہی تھیں) کہ ہم انسانوں سے مایوس ہیں، خدا مایوس نہیں، اگر وہ مایوس ہوتا تو بچہ کو اس دنیا میں نہ بھیجتا، آپ انسان کو آزما کر تو دیکھئے کہ وہ ہے کیا چیز، اسے آزمایئے تو، اس کو خدا نے وہ دل دیا ہے جو اپنی مخلوقات میں کسی کو نہیں دیا، میں یہ کہہ دوں مذہب کا جاننے والا اور مذہب کا لکھنے والا ہونے کے باوجود کہ یہ دل فرشتوں کو بھی نہیں دیا گیا، خدا نے جو دل انسان کے درد میں جلنے والا، پگھلنے والا، تڑپنے والا آنکھوں سے آنسو بہانے والا اور خدا سے مانگنے والا، اس کے سامنے گڑگڑانے والا دل انسان کو دیا ہے، وہ کس کو دیا ہے؟ یہ انسان تو اس قابل تھا کہ اس کو آنکھوں میں بٹھایا جائے، سر پر جگہ دی جائے، اپنے گھر میں اس کو رکھا جائے کہ ہمارا بھائی ہے لیکن اسی انسان پر ہاتھ اٹھتا ہے، اسی انسان کو روندا جاتا ہے، کمزور عورتوں اور معصوم بچوں کو ظلم کا نشانہ بنایا جاتا ہے، بمبئی، احمد آباد اور خاص طور پر سورت میں آپ دیکھئے کہ کیا ہوا، رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، میں آپ سے صاف کہتا ہوں، مجھے بہت جگہ جانا ہوتا ہے، میرے دوست احباب ہر جگہ ہیں، کہہ نہیں سکتا

www.abulhasanalinadwi.org

وہاں جو ہوا، عورتوں کو برہنہ کر کے سڑکوں پر چلایا گیا، ان کے ساتھ بُرا سلوک کیا گیا اور اس کے بعد گولی تک ماردی گئی، یہ کسی طرح سے نہ مذہب کے شایانِ شان ہے نہ انسانیت کے، نہ علم کے، نہ عقل کے، نہ شرافت کے، اور نہ ہندوستانیت کے، آپ کو پتا نہیں کہ ہندوستان کو باہر کی دنیا میں کس نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، اور اس کو کیا مقام ملا ہوا تھا، یہاں اللہ کے ایسے ایسے بندے پیدا ہوئے بتانے پر آؤں تو شام ہو جائے لیکن آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

آخر میں پھر یہ کہتا ہوں، پتے کی بات ہے، نوٹ کرنے کی بات ہے، بیماری ڈرنے کی چیز نہیں ہے، بیماری کا علاج کرنے والوں کا نہ ہونا ڈرنے کی چیز ہے، بیمار کی بیماری دیکھ کر تڑپنے والوں کی کمی، بیمار کی بیماری دیکھ کر علاج کا جذبہ رکھنے والوں کی کمی، یہ بات ہر ملک، ہر سوسائٹی، ہر تہذیب اور ہر عہد کے لئے خطرناک ہے، اور یہ دنیا جواب تک باقی ہے یہ انہیں علاج کرنے والوں کی بدولت باقی ہے، اولاً پیغمبروں کی برکت سے، پھر صوفیوں اور دل والوں، ہمدردوں اور انسان دوستوں کی برکت سے قائم ہے، جنہوں نے اپنا آرام چھوڑا کھانا پینا بھول گئے، گھر والوں کو بھول گئے اور انسانوں کو دکھ سے بچانے کے لئے اور انسانوں کو انسانوں کے خنجر سے محفوظ رکھنے کے لئے اور انسان دشمنی کا علاج کرنے کے لئے گھروں سے باہر آ گئے، فاقے کئے، جاگ کر راتیں گزاریں، جان کو خطرہ میں ڈالا اور دیوانہ وار نکل پڑے، آج اس ملک میں اسی کی ضرورت ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہم امید کرتے ہیں ہمارے یہ معزز بھائی جو یہاں اسٹیج پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بہت سے معزز بھائی جن کو اسٹیج پر جگہ نہیں ملی یہ لوگ ہمت کر کے اور دوسرے پولیٹکل لیڈر اور مذہبی پیشوا باہر نکلیں اور اس صورت حال کو ختم کرنے کی کوشش کریں کہ اب یہ دوبارہ نہ ہونے پائے، کچھ بھی ہو جائے یہ نہ ہونے پائے خدا اس سے خوش ہوتا ہے کہ آپ اس کا نام لیں، آپ اس کے بندوں کی خدمت کریں، خدا کو اس سے خوشی ہوتی ہے، اور یہ بنا دیا وہ بنا دیا خدا کو اس کی ضرورت نہیں ہے، انسانوں ہی کے لئے اس نے سب چیزیں بنائی ہیں، یہاں تک کہ مسجد ومندر بھی انسانوں ہی کے لئے ہیں، کیا وہاں جا کر جانور عبادت کرتے ہیں۔

میں نے آپ کا بہت وقت لیا لیکن پھر میں وہ شعر پڑھوں گا امیر مینائی کا کہ۔

امیر جمع ہیں احباب دردِ دل کہہ لے
پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے رہے نہ رہے

نہ زندگی کا بھروسہ، نہ ہمارے آپ کے جمع ہونے کا اطمینان، نہ اس معتدل زندگی کا یقین کہ آپ اس تعداد میں جمع ہوں جس تعداد میں آج جمع ہوئے، شاید کسی کے دل کو لگ جائے اور کوئی کھڑا ہو جائے، پھر اس کے ساتھ اور لوگ بھی چلیں گے اور ملک کی صورت حال جو شرمناک بھی ہے، اور دردناک بھی بدلے گی۔

اللہ ہمیں توفیق دے۔ آمین

❁❁❁

www.abulhasanalinadwi.org

حلقۂ پیام انسانیت کے

اغراض و مقاصد

۱۔ خالص انسانی رشتے اور ہندوستانی ناطے سے ملک میں عام محبت و بھائی چارہ کی فضا قائم کرنے اور اخلاقی گراوٹ کا ماحول ختم کرنے کے لئے عوامی رابطہ کی مہم، جلسوں اور سیمینار کا انعقاد، مفید اخلاقی لٹریچر کی مختلف زبانوں میں اشاعت۔

۲۔ خدمت خلق کے ذریعہ روٹھے ہوئے، بیزار اور آپس میں دست و گریباں انسانوں کو زندگی کے حقیقی لطف اور صحیح مقصد سے روشناس کرانا۔

۳۔ معاشرہ سے رشوت، اقربا پروری، بدعنوانی، ذخیرہ اندوزی، فرقہ پرستی اور معاشی استحصال کو دور کرنا اور بے حیائی و عریانی کے خلاف بھرپور جدوجہد۔

۴۔ غلط اور ظالمانہ رسم و رواج کے انسداد کی کوشش۔

۵۔ ملک کے مظلوم، پس ماندہ، غریب اور پریشان حال افراد کی بلا امتیاز مذہب و ملت ہر ممکن امداد۔

۶۔ نوجوان نسل خاص طور سے طلباء میں سنجیدگی، علمی لیاقت اور سماج کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا تاکہ ہمارے ملک کو ان خطرات سے بچایا جاسکے جو نئی نسل کی بے راہ روی سے پیدا ہو رہے ہیں۔

۷۔ اپنے حلقۂ اثر، محلہ، بستی، شہر اور پورے ملک میں برادرانہ ماحول پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش و جدوجہد۔

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org